1

من کہ :-



نام : عبدالربانی

تخلص : کامل

سکونت : گائے گھٹہ ٹولہ تاجکھنڈ پوسٹ جلکی وایا بارسوئی تھانہ اعظم نگر ضلع کٹیہار
(بہار) پن کوڈ نمبر 855102

تاریخ ولادت : جنم پتر نہیں۔ مدرسہ سرٹیفکیٹ میں ۹ / اگست ۱۹۵۹ء درج ہے۔

تعلیم : ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے

تعلیمی ادارہ :-

مدرسہ صغیریہ گائے گھٹہ اعظم نگر کٹیہار سے وسطانیہ کلاس VIII-1969

مدرسہ حمیدیہ نیا ٹولہ بالوگنج سالماری کٹیہار سے فوقانیہ کلاس X-1971

مدرسہ حمیدیہ نیا ٹولہ بالوگنج سالماری کٹیہار سے مولوی کلاس XII-1973

مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ بحیثیت آزاد- عالم-1976

مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ بحیثیت آزاد- فاضل فارسی-1978

مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ بحیثیت آزاد- فاضل اردو-1981

مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ بحیثیت آزاد- فاضل عربی ادب-1983 (گولڈ مڈلسٹ)

بورڈ :- بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ

خاندان :-

پدر بزرگوار منشی محمد بشارت حسین والدہ آمنہ خاتون صرف ایک بھائی محمد منصور عالم بہن کوئی نہیں ایک خالہ زادہ بہن انورہ بیگم جسے والدین اپنی بیٹی بنا لئے تھے۔ شادی ۱۹۷۳ء میں سائرہ خاتون سے ہوئی جو منشی زین الدین کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہے۔ اولاد دو لڑکے محمد شاہد ربانی و محمد مشہود ربانی تین لڑکیاں راحت سلمہ، عفت سلمہ اور مدحت سلمہ

ملازمت :-

درس وتدریس ۱۹۷۳ء تا مارچ ۱۹۸۲ء بطور عارضی اپریل ۱۹۸۲ء تا اکتوبر ۲۰۰۶ء بحیثیت معاون مدرس پھر نومبر ۲۰۰۶ء تا ہنوز عہدہ پرنسپل مدرسہ صغیر یہ گائے گھٹہ پوسٹ جلکی وایا بارسوئی بلاک اعظم نگر ضلع کٹیہار (بہار)

مدرسہ نمبر 640/045

تصنیف وتالیف:-

کتابیں (۱) سفینتہ المصطفےٰ الخطابت الجمعة

(۲) بشریٰ اردو حصہ اول و دوم

برائے اطفال

سنہ اشاعت: ۲۰۱۸ء

(۳) بشریٰ اردو حصہ سوم و چہارم

زیر کمپوز

(۴) مجموعہ مضامین و منظومات (۵) جمال الفرائض

(الف) ندائے علم

"خلیفتہ اللہ علی الارض کی اشرفیت کا مبداءعلم ہے"

(ب) اکبر اور انکی ظرافت

(ج) نعتیہ کلام

(د) منقبت

(ہ) غزلیات

(و) قطعات

(ز) نظم ترانہ ہند وغیرہ

رکنیت:-

(۱) سابق:-

پیش کمیٹی تھانہ اعظم نگر کٹیہار (بہار)

(۲) موجودہ:-

آل بہار مدرسہ ٹیچرس ویلفیئر ایسوسی ایشن کے بلاک سکریٹری

بنی آدم از علم یابد کمال
نہ از جاہ وحشمت نہ مال ومنال
سعدیؒ



ہدائے علم

”خلیفۃ اللہ علی الارض“ کی اشرفیت
کا مبداء علم ہے

تالیف

عبدالربانی کامل کٹیہاری

حمد

سبھی خوبیاں ہیں تجھ ہی کو خدایا
سوا تیرے کوئی نہیں ہے الٰہا

تو ہی سب کا رب اور روزی رساں ہے
ترے دست قدرت میں سارا جہاں ہے

عیاں تو نہاں تو کہ ہو جاوداں تو
احد اور احمد کے ہو راز داں تو

مری ماں مرے باپ کو بخش دینا
خطاء گر ہوں ان کے انہیں چھوڑ دینا

عطاء کر مجھے تو علم وہنر اب
ضیائے ہدایت سے کر لوں سفر اب

نہیں زور مجھ میں نہیں مجھ میں طاقت
مگر پاس ہو جا تو مل جائے ہمت

صداقت کا رستہ بتا دے الٰہی
کھڑے پاس تیرے ہیں بن کے سوالی

مرے دل میں بھر دے وطن کی محبت
شمع بن کے کرتا رہوں ان کی خدمت

حصار وطن کا محافظ بنا دے
عریضہ وکامل کو ربا عطاء دے

کامل کٹیہاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیفۃ اللہ علی الارض کی اشرفیت کا مبداءعلم ہے۔

بنی آدم از علم یابد کمال
نہ از جاہ وحشمت نہ مال ومنال

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المجید ۔شہداللہ انہ لاالہ الا ھو والملائکۃ واولوالعلم قائماء بالقسط۔گواہی دی اللہ نے اس کی بجز اس کے کہ کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں ۔اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی ۔اور معبود بھی وہ اس شان کے ہیں کہ اعتدال کے ساتھ انتظام رکھنے والے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہادت کی ابتداء اولاً اپنی ذات سے فرمائی پھر فرشتوں کا فرمایا اور تیسرے نمبر پر اہل علم کا ذکر کیا۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العالم امین اللہ السبحان فی الارض ۔یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امین ہے۔

ثم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ عزوجل الی ابراھیم علیہ السلام یا ابراھیم انی علیم احب کل علیم۔اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی اے ابراہیمؑ میں علیم ہوں اور ہر علم والے کو محبوب رکھتا ہوں۔

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کا دنیاوی ثمرہ سے متعلق اس طرح ارشاد فرمایا:الحکمۃ تزالشریف شرفاوترفع المملوک حتی یدرک مدارک الملوک ۔یعنی حکمت شریف کی عظمت ہے اور مملوک کو اتنا بلند کرتی ہے کہ اسے بادشاہوں کی جگہ بٹھا دیتی ہے۔

علم انسان کیلئے اللہ تبارک وتعالیٰ کا عجیب وغریب عطیہ ہے یہ تخلیقی معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو فضیلت بخشی ہے۔علم حدود وقیود سے بالاتر چیز ہے۔علم خالق کائنات کی طرف سے انسانوں کو عطا کردہ وہ عظیم ترین شئے ہے جس کے ذریعہ انسان ذلت وپستی کی کھائی سے نکل کر عزووقار کی بلندی تک

پہنچتا ہے یہی وجہ اللہ نے حضرت انسان سے یوں گویا ہے۔ یرفع اللہ الذین آمنو منکم والذین اولو االعلم درجات اللہ تعالیٰ بلند کرے گا ان کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں تم میں سے اور علم ان کے درجے۔ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون انما یتذکرون اولو الالباب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوتے ہیں جز ین ست کہ سوچتے وہی ہیں جن کو عقل ہیں۔

فسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون۔ اگر تم لوگ نہیں جانتے ہو تو ارباب علم سے دریافت کرلیا کرو۔ اسی طرح اللہ کے حبیب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں۔

عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا العلم فان تعلمہ اللہ تعالیٰ خشیۃ ،وطلبہ عبادۃ ،ومذاکرتہ تسبیح ،والبحث عنہ جھاد وتعلیمہ لمن لا یعلمہ صدقۃ وبذلہ لاھلہ قربۃ لانہ معالم الحلال والحرام ومنار سل اھل الجنۃ وھو الانیس فی الوحشۃ والصاحب فی الغربۃ والمحدث فی الخلوۃ والدلیل علی السراء والضراء والسلاح علی الاعداء ولتزین عند الاخلاء یرفع اللہ تعالیٰ بہ اقواما فیجعلم فی الخیر قادۃ وائمۃ نقتضی آثارھم ویقتدیٰ لمغالھم ،ترغیب الملائکۃ فی خلتھم وباختھا تمسھم لیستغفرلھم کل رطب ویابس وحیتنا البحر وھوامہ وسباع البر العامہ لان العلم حیاۃ القلوب من الجھل ومصابیح الابصار من الظلم یبلغ العبد بالعلم منازل الاخیار والدرجات العلیٰ فی الدنیا والآخرۃ التفکر فیہ یعدالصیام ومدارستہ تعدالقیام بہ توصل الارحام وبہ یعرف الحلال والحرام وھو امام والعمل تابعہ ویلھمہ السعداء ویکرمہ الاشقیاء۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرو کیوں کہ لوجہ اللہ علم کی تعلیم خشیت ہے۔ اور اس کی طلب عبادت ہے اس کا مذاکرہ تسبیح اور اس کی تلاش جہاد ہے، بے علموں کو علم سکھانا صدقہ ہے۔ مستحقوں میں علم خرچ کرنا ثواب ہے، کیوں کہ علم حلال وحرام کا نشان ہے جنت کے راستوں پر روشنی کا ستون ہے۔ تنہائی میں مونس اور پردیس میں رفیق ہے، خلوت میں ندیم ہے، اور راحت ومصیبت کا بتانے والا ہے، دشمنوں کے مقابلہ میں ہتھیار دوستوں میں زینت ہے، علم کے ذریعہ خدا بعضوں کو اٹھاتا ہے اور نیکی کا ایسا امام بتادیتا ہے کہ ان کے نقش قدم پر چلا جاتا ہے اور ان کے قول پر عمل کیا جاتا ہے، فرشتے ان کی خدمت پر راغب ہوتے

ہیں اپنے پروں سے انہیں چھوتے ہیں۔ان کی مغفرت کیلئے ہر چیز حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں زمین کے کیڑے مکوڑے خشکی کے درندو چرند دعاء کرتے ہیں کیوں کہ علم والوں کیلئے زندگی ہے جہل کی موت میں،آنکھوں کیلئے روشنی ہے تاریکی میں،علم کے ذریعہ بندے دنیاوآخرت میں اخیار کے مرتبے اور بلند درجے حاصل کرتے ہیں۔علم میں غوروفکر روزے کے برابر اور اس کی مشغولیت قیام کے ہم پلہ ہے۔علم ہی سے رشتے جڑتے ہیں اور اسی سے حلال وحرام کی شناخت ہوتی ہے۔علم عمل کا رہنما اور عمل علم کا پیرو ہے۔نصیب وروں ہی کو علم کی توفیق میسر آتی ہے اور بد بخت اس سے محروم رہتے ہیں۔

علم گو معنیٰ واحد اور حقیقت واحدہ ہے لیکن جہات مختلفہ اور اعتبار متعددہ کے لحاظ سے اقسام کثیرہ تصور وتصدیق ضروری وکسبی اور کشفی ولدنی وغیرہ کی طرف سے منقسم ہوتا ہے۔

مثلاً: جب کسی امر کا تصور اور کسی حقیقت کا ادراک کریں تو دو حال سے خالی نہیں یا تو ہم اس پر کسی بات کا حکم لگائیں گے جس کو تصدیق کہتے ہیں یا حکم نہ لگائیں گے جس کو تصور کہتے ہیں پس مطلق علم کی دو قسمیں ہیں تصور اور تصدیق ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں یا تو بلاترکیب وطلب حاصل ہوگا جیسے وجود وعدم اور حرارت وبرودت کا تصور اور نفی واثبات کے عدم ارتفاع کی تصدیق تو اس قسم کے علوم کو علوم ضروریہ بدیہہ کہتے ہیں۔یا بذریعہ کسب وطلب حاصل ہوگا اس قسم کے علوم کو علوم کسبیہ کہتے ہیں۔

اب اگر مجہولات کا علم بتوصل امور بدیہہ ہوتو اس علم کو نظری کہتے ہیں اور اگر بتوصل استعداء محل واصطلاح قلب اور تصفیہ باطن وتزکیہ نفس ہوتو اس کو علم مکاشفہ کہتے ہیں جسے اهل اللہ کی اصطلاح میں علم الحقائق کہلائے جاتے ہیں۔

جان	زاهد	ساحل	وہم	وخیال
جان	عارف	غرقہ	بحر	شہود

اگر علم کا حصول بطریق تعلیم لفظی وتدریسی قولی ہوتو اس کو علم ظاہری اور اگر بطریق فیض الٰہی والہام ربّانی ہوتو اس کو علم باطنی کہتے ہیں جس کو صوفیہ حضرات کی اصطلاح میں علم لدنی کہے جاتے ہیں بایں وجہ اس میں تعلیم خداوندی کے سوا اور کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

لقولہ الشاعر

تعلمنا بلا حرف وصوت

قراءتاہ بلا سہو وفوت

اور حدیث من عمل بما علم ورثہ اللہ علم مالم یعلم سے اسی علم کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص معلوم کی ہوئی بات پر عمل کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو غیر معلوم باتوں کے علم کا بھی بنا دیتا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ علم لدنی حق تعالیٰ کی طرف سے عطاء ہوتا ہے اور علم ظاہری معلمین و مدرسین دیتے ہیں کیوں کہ تعلیم علوم و تسہیل اسباب تو بہر صورت من جانب اللہ ہے۔ تعلیم علوم وفنون ہو یا تعلیم صنعت وحرفت تعلیم علوم ظاہری ہو یا تعلیم علم باطنی۔ چنانچہ سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام کو جمیع لغات کا علم دیا اور فرمایا وعلّم ادم الاسماء کلّھا، حضرت داؤد علیہ السلام کو زرہ سازی سکھائی اور فرمایا وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم طب عطاء کیا اور فرمایا ویعلمه الکتاب والحکمۃ حضرت خضر علیہ السلام کو علم لدنی سے بہرہ ور کیا اور فرمایا وعلمناہ من لدنا علما اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم قرآن اور اسرار الوہیت سے سرفراز کیا اور فرمایا وعلّمک مالم تکن تعلم اور حضرت انسان کو نطق وگویائی کا شرف بخشا اور فرمایا خلق الانسان علّمه البیان۔

تعلیم وتعلم کے ذریعہ معاشرتی، تہذیبی، لسانی، قومی اور بین الاقوامی یکجہتی اور معاشی مساوات کو فروغ دینے کے ضمن میں سب سے پہلے لسانیات کو ترجیح دی جاسکتی ہے چوں کہ کسی بھی موضوع یا مضمون کا اظہار خواہ کسی بھی ذریعہ یا ذرائع ابلاغ سے کیا جائے زبان ہی اس کے اظہار کا واحد اساسی اور موثر ترین وسیلہ ہے، یہ الفاظ دیگر طلباء سے اساتذہ کا براہ راست تخاطب، صوتی یا تصویری ذرائع یا کہ پھر تحریری مواد ہو سب کے سب زبانی کے استعمال پر ہی منحصر ہیں گویا زبان کے بغیر ترسیل فکر ممکن ہی نہیں تو اب اسی لحاظ سے ادائیگی فرائض وادئیہ سنن ونوافل ضروریہ اور تلاوت کتاب ودرس وتدریس حدیث مستطاب کے بعد بقدر طاقت وانداز ہ فرصت تحریر علم سینہ سے افضل کوئی شغل نہیں اور تصنیف وتالیف سے بہتر کوئی کام نہیں۔

علم ست کہ ہر چہ ہست بنماید ازو

ہر عقدہ کہ مشکل ست بکشاید ازو

غیر از تصنیف نیک دیگر نبود
کاریکہ پس ازتو کارہا آبرازو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من کتب حرفاً لو جل لسلم فکأنما تصدق بدینار فاعتق رقبة وکتب اللہ لہ بکل حرف حسنة ومحا عنہ ستة۔ یعنی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے نفع کی خاطر ایک حرف لکھے وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے ایک اشرفی خیرات کی اور ایک غلام آزاد کیا اللہ تبارک تعالیٰ اس کیلئے ہر حرف کے بدلہ میں ایک نیکی لکھیں گے اور ایک گناہ معاف فرمائیں گے۔

اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

اذا اقسم الابطال یوما بسیفهم
وعدوه مما بجلب المجدو الكرم
كفى قلم الكتاب فخرا ورفعة
مدر الدهر ان الله اقسم بالقلم

ناچیز نے قلم سے متعلق اس طرح نظم کیا ہے۔

میں قلم ہوں شان میری آلہ علم وہنر
جاہ وحشمت میری ہر جا حکمران بحروبر
حبذا ! یا صاحبی جمل کتابی بالقلم
ذی علم کا ہم سفر ہوں مستفیض رہ گذر
ہوں چمن سازِ زمانہ پیکر مہر وفا
من کی دنیا میں بسالے دوستو ! شام سحر
کاتبِ تقدیر کا ہوں کان کرلے اے خرد
فیصل حکام سے ہی کر تا ہوں زیروزبر

گر اٹھاؤ گئے مجھے تو سوچ لینا بالیقیں
زہر ہوں تریاق ہوں میں عدل پرور کا گوہر
آ بتادوں! کیا چھپا ہے جوہر نایاب میں
فکر انساں کا ہوں زینہ اور ادیبوں کا ثمر
ٹکنالوجی نیٹ پر بھی حکمرانی ہے میری
ہوں رفیق آبرو میں پاس رکھنا ہم سفر
ہاتھ میں لیکر مجھے جب عمر فاروقؓ نے لکھا
حکم رب ہے شرک مت کر جاری ہوجا بےفکر
شاق میری گرزبان ہے پر میری اصوات نے
جام الفت کو پلا کر کرتا ہوں شیر و شکر
میں کلید عشق ہوں ہر عاشقوں سے پوچھ لے
باادب کامل — یہ بولا سرآدم منتشر

لیکن قلم ہاتھ میں لیکر شاعر نے غور فکر کیا اور اپنے نہاں خانوں میں تلاش و جستجو کیا آخر تھک ہار کر یہ کہنا پڑا کہ کتابت بدون تحصیل علم ممکن نہیں۔ تحصیل علم کیلئے ہمیں حکیم سقراط کے یہاں جانا چاہئے انہوں نے تحصیل علم کیلئے یہ جامع شرائط اس طرح پیش کئے ہیں۔

ینبغی ان یکون الطالب شابا فارغ القلب غیر ملتفت الی الدنیا صحیح المزاج محبا للعلم بحیث لا یختار علی العلم شیئا من الاشیاء صدوقا منصفا بالطبع متدینا امینا عالما بالوظائف الشرعیة والاعمال الدنیة غیر مخل بواجب فیها ویحرم علی نفسہ ما یحرم فی ملة نبیه ویوافق الجمهور فی الرسوم والعادات ولا یکون اکولا ولا متھکا ولا خاشعا من الموت ولا جامعا للمال الا بقدر الحاجة فان ال اشتغال بطلب اسباب المعیشة مانع عن تعلیم۔

یعنی یہ ہونا چاہئے کہ طالب علم جوان ہو فارغ القلب، دنیا سے کنارہ کش ہو صحیح المزاج اور علم دوست ہو کہ علم

کے مقابلہ میں کسی چیز کو بھی ترجیح نہ دے۔ راست گو اور منصف مزاج ہو، دین دار اور امانت دار ہو، افعال شرعیہ اور احکام دینیہ سے واقف ہو اور ان کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔ اپنے اوپر ہر وہ چیز حرام قرار دے جو اس کی نبی کی شریعت میں حرام ہو، اخلاق وعادات میں جمہور کا پیرو ہو بد خلق نہ ہو اپنے سے کم رتبہ والوں پر رحم دل ہو خوددرو، بے آبرو اور لا پرواہ نہ ہو ہر وقت موت سے خائف نہ ہو، مال جمع کرنے والا نہ ہو مگر بقدر ضرورت کیوں کہ اسباب معیشت میں مشغول رہنا تحصیل علم سے مانع ہے۔

وقال الشافعی رحمۃاللہ علیہ

اخی لن تنال العلم الا بستة
سانبک عن تفصیلها بیان
ذکاء وحرص واجتهادو بلغة
ارشاد استاذ وطول زمان

طالب علم کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز اپنے استاد کا ادب واحترام ہے کیوں کہ جس طالب سے اس کے استاذ کو اذیت ہو وہ برکت علم سے محروم ہوتا ہے۔

دی گئی منصور کو سولی ادب کے ترک پر
تھا نہ اناالحق حق مگر اک حرف گستاخانہ تھا

طالب علم کیلئے یہ لازمی ہے کہ وہ اپنے استاذ کے سامنے کسی قسم کی انانیت اور تکبر کا اظہار نہ کرے بلکہ ہمہ وقت عاجزی اور انکساری سے پیش آئے۔

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ خود علم سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ علم کیلئے سنجیدگی وبرد باری پیدا کرو۔ جس سے علم سیکھو اور جسے سکھاؤ اس سے خاکساری برتو، جبار عالم نہ بنو کہ تمہاری بد مزاجی تمہارے علم کا ساتھ چھوڑ دے۔

مولائے کائنات سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم کسی عالم کے پاس پہنچو تو پہلے خاص طور پر

عالم کو پھر دوسروں کو سلام کرو۔ عالم کے روبرو باادب بیٹھ جاؤ ہاتھوں سے اشارہ نہ کرو اور نہ آنکھیں مٹکاؤ۔

من   کہ   این   درّ   معانی   سفتہ   ام

آنچہ   گفتندم   بگو   آں   گفتہ   ام

اشرفیت انسانیہ کا مدار حسب وسعت حقائق واحوال مافی الضمیر کی معرفت پر ہے۔ تسہیل تعلیم کے پیش نظر ہر ایک اشیاء ویا فنون متناسبہ کو انفرادی طور پر بیان کرنا مشکل ہے تاہم حسب گنجائش اس طرح ہیں۔

(۱) دینیات:۔ یہ دو قسم پر ہیں منزل بذریعہ وحی وغیر منزل

اول الذکر کلام اللہ اور ثانی الذکر حدیث ۔کلام اللہ یعنی قرآن پاک ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں کامل قانون ہدایت جامع اصول وکلیات اور دنیا و مافیہا کے علوم وفنون کا سرچشمہ ہے۔

غیر منزل کو حدیث کہتے ہیں۔

علامہ عینی اور شیخ کرمانی رحمہا اللہ تعالیٰ نے شرح بخاری میں اس طرح کی ہے کہ علم حدیث وہ علم ہے جس سے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال طیبہ، افعال مبارک اور احوال حسنہ معلوم ہوں ۔اس علم کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس علم کے ذریعہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ؐ کے کے اصحاب رضوان اللہ اجمعین کو باتیں اوران کے طریق عمل کی سچی خبریں معلوم ہوتی ہیں اس لئے اس علم کا نام علم حدیث رکھا گیا۔ چونکہ قرآن کرم میں حق تعالیٰ نے دین کو نعمت فرمایا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی اور سورہ والضحیٰ میں آپ ؐ کو اسی نعمت کے بیان کرنے کا حکم اس طرح دیا ہے و اما بنعمۃ ربک فحدث تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی تحدیث نعمت کو حدیث کہتے ہیں۔

چنانچہ یہی حدیث تفسیر کہلائے اور مفسر اعظم آپ ﷺ ہی کی ذات بابرکت ہے بعدہ خلفائے راشدین اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وعبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہلائے جاتے ہیں۔

اسی شعبہ دینیات میں علم فقہ کو شمار کے جاتے ہیں کسی چیز کے کھولنے اور واضح کرنے کو فقہ اور جو احکام شرعیہ کو

واضح کرا اور ان کی حقائق کا سراغ لگاتے اور مغلق و پیچید مسائل کو واضح کرے اور اس کو فقیہ کہتے ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ الفقھہ معرفۃ النفس مالھا و علیھا۔صوفیائے کرام کے نزدیک علم وعمل کی جامعیت کو فقہ کہتے ہیں۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرماتے ہیں العلم علمان، علم الفقھۃ للادیان و علم الطب للابدان و ما وراء ذلک بلعۃ مجلس ۔یعنی سیکھنے کے لائق علم دو ہی ہیں ایک علم الفقہ جس کے بغیر دین کے احکام سے ناواقفیت رہ جاتی ہے اور دوسرا علم جس سے صحت انسانی کی تعمیر ہوتی ہے بقیہ علوم تو صرف حظ نفس کا ذریعہ ہیں۔

اسلامی علوم کی ابتداء اگر چہ اسلام کے ساتھ ساتھ ہوئی اور نزول وحی کے زمانہ ہی سے عقائد، تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم شروع ہو چکی تھی تاہم ایک خاص ترتیب و انداز کے ساتھ زمانہ نبوت اور دور خلافت میں یہ علوم مدون نہ ہوئے تھے اور نہ ہی ان کوفن کی حیثیت حاصل تھی یہی وجہ وہ کسی خاص شخص کی طرف منسوب نہ ہو سکے۔ جب دوسری صدی ہجری میں تدوین و ترتیب شروع ہوئی تو جن حضرات نے جن خاص علوم کی نئے انداز فکر کے ساتھ ترتیب کی وہ ان کے مدون اور بانی کہلائے۔

ائمہ اربعہ میں سے شرف اولیت کا تاج حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے سر رکھا جاتا ہے۔

انسان کی انسانیت ان کے افعال و کردار سے منضبط ہیں۔ چنانچہ ان کے ہر ایک فعل کا جداگانہ بیان کرنا محال ہے یہی وجہ حضرات فقہائے مجتہدین نے اپنے اپنے طرز اجتہاد کے مطابق مسائل کا استنباط کیا اور ظاہر ہے کہ مجتہد کیلئے اصول وضوابط کے بغیر اجتہادی مسائل بیان کرنا کسی طرح ممکن نہیں۔ادلۂ اربعہ یعنی کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماع امت اور قیاس کے ساتھ احکام شرعیہ کا جاننا اور مسائل کا استنباط کرنا ہی اصول فقہ ہے۔اس علم کی بنیاد سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہی رکھے ہوں گے۔علامہ آنسوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اصول فقہ میں سب سے پہلی تصنیف وہ رسالہ نامی تحریر فرماتے ہیں جس میں آپ نے اوامر، نواہی، بیان اور خبر و نسخ وغیرہ کے متعلق چند مباحث لکھے ہیں یہ رسالہ دراصل آپ کی کتاب (الام) کا مقدمہ ہے جو علم فقہ کا سنگ بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

علم الفرائض:۔اسی شعبۂ دینیات کا ایک جامع فن ہے۔ چونکہ ان کے ذریعہ سے ترکۂ میت کو ورثاء میں تقسیم

کرنے کی کیفیت اور حقوق ودرجات کی تفصیل معلومات بہم پہنچاتی ہے۔اس علم کی عظمت سے متعلق حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا۔''الفرائض ثلث العلم وانہا اول مایرفع من العلوم''یعنی فرائض ایک تہائی علم دین ہے اورسب سے پہلا وہ علم ہے جو اٹھایا جائے گا۔اس کی برتری پر شاہد ہے''وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموها الناس'' ونیز آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے''تعلمو الفرائض فانہا نصف العلم''

صاحب ظفر المحصلین نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ علم الفرائض بڑا باوقعت وعظمت اور نہایت شریف فن ہے جو علم معقول ومنقول ہر دور کی معرفت اپنے اندر رکھتا ہے۔

خلیفۂ دوم سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا مسلمانوں !علم فرائض ایسی توجہ سے سیکھو جیسے قرآن مجید سیکھتے ہو۔

(2) علم کلام یا عقائد:

عقائد اسلامیہ سے متعلقہ مباحثہ کرنا علم کلام ہے بشرطیکہ اصول شرعیہ سے استنباط ادلہ عقلیہ سے بھی کام لیا جائے۔

علامہ ابوالخیر اپنی تصنیف الموضوعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ متقدمین علماء متکلمین کی اصطلاح میں علم کلام وہ ہے جس سے ادلہ تفصیلہ کے ساتھ عقائد دینیہ اسلامیہ کے اثبات اوران سے رفع شکوک وشبہات پر قدرت حاصل ہوتی ہے جب کہ متاخرین کے یہاں علم کلام وہ ہے جس میں معرفت عقائد دینیہ کے واسطے ذات وصفات باری تعالیٰ اور فلسفیات واقسام ممکنات سے بحث ہو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کے کسی دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ میں ایک گروہ کو جو اپنے آپ کو ذہانت وفطانت میں اپنے ہمسروں سے ممتاز سمجھتا ہے دیکھا کہ وہ مذہبی قیود واحکام سے بالکل آزاد ہوگیا ہے اور شعائر مذہبی اور عبادات وغیرہ کو چشم حقارت سے دیکھتا ہے اور ان کے کفر کی وجہ صرف یہ ہے کہ جب انہوں نے سقراط، بقراط، افلاطون اور ارسطو وغیرہ کے شاندار نام سے اوران کے متبعین نے ہندسہ، منطق، طبعیات اور الہیات

CS CamScanner

میں انکی دقت نظری کی تعریف کے ساتھ ہی یہ بھی بیان کیا کہ باوجود اس علم وفضل کے یہ لوگ مذہب کے منکر تھے اور اس کو ایک مصنوعی اور نمائشی چیز سمجھتے تھے تو وہ بھی مذہب کے منکر ہو گئے تا کہ وہ بھی حکماء کے زمرے میں شامل ہو جائیں اور عوام وجمہور کی تائید ومساعدت کی ذلت نہ گوارہ کریں تو اس بناء پر میں نے قدماء فلسفہ کی تردید میں یہ کتاب لکھی اور الٰہیات کے متعلق ان کے عقائد کی کمزوریاں دکھائیں۔

(3) علم منطق:۔

یہ ایک فطری علم ہے کسی مقصد پر دلیل وبرہان پیش کرنا، قیاس کر کے نتیجہ نکالنا افکار ذہنیہ کو خطاء سے بچانا ہی علم منطق ہے۔

اس علم کا باضابطہ اظہار سب سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام سے ہوا چونکہ مخالفین کو عاجز وساکت کرنے کیلئے بطور معجزہ اس کا استعمال کیا تھا۔ پھر اس علم کو یونانیوں نے اپنایا، یونان کے مشہور حکیم ارسطو نے جو ۳۸۴ق م سب سے پہلے حکمت اور منطق دونوں کو مدون کیا تھا یہی وجہ اس کو معلم اول کہا جاتا ہے ہے۔ پھر خلیفہ ہارون الرشید و مامون الرشید کے زمانہ میں فلسفہ یونانی کو عربی زبان میں فارابی متوفی ۳۲۹ھ میں دوبارہ تدوین کیا جو معلم ثانی کہلاتے ہیں مگر چونکہ اس کی تحریر منتشر تھی اس وجہ سے سلطان مسعود نے شیخ بوعلی سینا متوفی ۴۲۸ھ کو تیسری بار منطق وفلسفہ کی تدوین کا حکم دیا اس لحاظ سے بوعلی سینا معلم ثالث کہے جاتے ہیں۔

منطق کی ایجاد نظری وفکری غلطی کے انسداد کیلئے ہے۔ اگر چہ اس کے قواعد وضوابط کی رعایت وپابندی ہو تو روائے انسانی غلطی سے محفوظ رہ سکتی ہے تو اس علم کا مقصد اصلی اصلاح عقل وتصحیح فکر ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بہترین مقصود ہے۔ مخلوقات عالم پر انسان کی اشرفیت وبزرگی کی وجہ عقل ہے اور عقل انسانی نہایت عظیم الشان اور بڑا اشریف جوہر ہے جس کی بدولت آدمی بہت سی مشکلات پر غالب اور اپنی زندگی کو کامیاب بناتا ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "من لم یعرف المنطق فلا ثقة له فی العلوم اصلاً" یعنی جو شخص علم منطق سے اچھی طرح واقف نہ ہو وہ علوم میں قابل وثوق نہیں ہے۔

عارف رومیؒ فرماتے ھیں:۔

منطق وحکمت زبرائے اصطلاح
گر نخوانی اندر کے باشد مباح

(4) علم حکمت یا فلسفہ:۔

قوت علمیہ کی تکمیل کیلئے احوال موجودات کی واقفیت ہی کو علم حکمت یا فلسفہ کہتے ہیں حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف مشکوٰۃ الانوار فی لطائف الاخبار میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ حکماء کی تین قسمیں ہیں۔

اول دہریین یہ کفار مجوس کا گروہ ہے جو صانع عالم کا منکر ہے یہ گروہ آگ کی پرستش کرتا تھا۔ دوم حکماء طبعین: یہ کفار زنارقہ کا ایک طبقہ ہے جو صانع عالم کا تو معترف تھا مگر حشر ونشر کو نہیں مانتا تھا یہ لوگ قدامت عالم کا قائل ہے۔ سوم حکماء الٰہیین :۔ یہ دو گروہ پر بنتے تھے متقدمینؔ اور متاخرینؔ ثانی الذکر کے دو گروہ ہیں ایک اشراقین اور دوسرا مشائین ۔ بحوالہ تاریخ ابن خلدون حکماء مشائین کے زعم کے مطابق ان کی سند تعلیم حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہے۔ مشہور فلسفی فیثاغورسؔ جو حضرت مسیح علیہ السلام سے ۵۳۶ سال قبل گذرا ہے انہی کا شاگرد ہے اور اس کا شاگرد حکیم بقراطؔ اور اس کا شاگرد حکیم سقراطؔ اور اس کا شاگرد حکیم ارسطاطالسؔ اور اس کا شاگرد اسکندرؔ متوفی ۳۲۳ ق م گذرا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل فیثاغورسؔ، بقراط سقراط وغیرہ بڑے بڑے حکماء پیدا ہوئے لیکن ان حکماء نے حکمت وفلسفہ کو باضابطہ مدون نہیں کیا سب سے پہلے حکماء متاخرین کے رئیس امام الفلسفہ حکیم ارسطوؔ نے حکمت اور منطق کو مدون کیا۔ ارسطوؔ سے لے کر خلافت عباسیہ تک کئی صدیاں گذر چکی پر علوم فلسفہ کی کوئی ترقی نہ ہو سکی لیکن ۱۹۸ھ میں خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون الرشید خلیفہ بنے تو انہوں نے شاہان روم سے کتب فلسفہ کا مطالبہ کیا۔ شاہان روم کے یہاں اقلیدسؔ، بطلیموسؔ، بقراط، جالینوسؔ، ارسطو اور افلاطون وغیرھم کی جو کتابیں موجود تھیں وہ سب انہوں نے خلیفۃ المسلمین مامون الرشید کے یہاں بھیج دیا۔ چنانچہ انہوں نے حسنینؔ بن اسحاق کندی، ثابتؔ بن قرہ، ابن یحیٰ الحجاج بن مطر اور ابن البطریق وغیرہ جیسے نامور مترجمین سے ان کتابوں کے ترجمے کرائے اور لوگوں کو پڑھنے

دپڑھانے کی دعوت دی۔

(5) علم ھیئت :۔

جس علم کے ذریعہ اجرام فلکی اور کرۂ ارض کی گردش، کشش اور ان کے باہمی بعد ومسافت، ڈیل ڈول ساخت اور بناوٹ کی تفصیلات واحوال وکیفیات معلوم ہو اسے علم ھیئت کہتے ہیں۔

اس فن کا موجد تھلیز کو مانا جاتا ہے جس کو اہل عرب طالیس کہتے ہیں یہ ۶۲۰ ق م پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے زمین کو مرکز کا کائنات مانا اور سب سے پہلے کواکب یعنی ستاروں کی مقدار معلوم کرنے کے لئے زائچہ بنائی اور گہن کی پیشن گوئی کی۔ طالس کے بعد حکم فیثاغورس اور افلاطون اس فن کو اور جلا بخشا۔ حکیم فیثاغورس نے بجائے زمین کے آفتاب کو مرکز کائنات تسلیم کیا۔ اس کے بعد ارسترخوس، ابرخس ۱۴۰ ق م اور بطلیموس وغیرھم نے بڑے بڑے نامور صاحب تصنیف ہیئت داں گذرے ہیں۔ مسلمانوں کی تفسیر کی روشنی میں عربی میں ترجمہ کیا اور حکمائے اسلام نے ان کی تصنیفات کا اختصار کیا۔ خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں یحیٰ بن منصور اور خالد بن عبدالمالک مشہور ھیئت داں تھے انہوں نے اعتدالین، گربن، دوم دار تاروں اور سیاروں کی گردش کے متعلق جو مشاہدات کئے اور انہوں نے انسانی معلومات میں بہت نمایاں اضافہ کیا۔ ابومعاشر نے سیاروں کی گردش کا بہت مطالعہ کیا اور اس نے جو جدول مرتب کیا تھا وہ علم ھیئت کا بیش بہا وگرانقدر قیمت ہے یہی وجہ اسے علم ھیئت کا بہت بڑا مبلغ قرار دیا جاتا ہے۔ موسیٰ بن شاکر خلیفہ ہارون الرشید کے زمانہ میں بہت بڑا انجینئر تھا، انہوں نے سورج اور دوسرے سیاروں کی گردش کے متعلق بہت سی دریافتیں کی۔ ابوالحسن علی بن ابی سعید منجم نے دوربین ایجاد کی۔ ابوالوفاء نے علم مثلث فاضع زاویہ اور فلکیاتی مشاہدات میں تلمیں کو رائج کیا۔ ابویونس حسن علاء الدین ابن شاطر دمشقی اور عمر خیام وغیرہ نے بھی ریاضیات اور ہیات میں نمایاں کام کیا۔

(6) علم حساب وہندسہ:۔

حساب کے معنی شمار گنتی اور قاعدہ کے ہیں اور اصطلاح میں حساب ایسے فن کو کہتے ہیں جس سے

مختلف ومتفرق رقموں باہم جوڑنے گھٹانے یا تقسیم وضرب کر کے مخصوص طریقے گنتی کے مختلف قواعد اور اعداد کے جملہ اقسام ومراتب معلوم ہوں۔علم حساب وہندسہ واضح البیان اور ثابت برہان ہے۔اس سے عقل صاف ہوتی ہے۔اور کسی دانشمند نے یہ فرمایا ہے کہ جس نے اپنی تعلیم کی ابتداء اس فن سے کی وہ سچائی کا عادی ہوتا ہے کیوں کہ حساب میں صحیح ودرست جچے تلے اصول سے کام لیا جاتا ہے۔جن میں جھوٹ اور غلطی کا امکان ہی نہیں ہوتا۔ان کے حصول سے انسان کے خلق وطبعیت میں سچائی بیٹھ جاتی ہے۔ اسی طرح علم ہندسہ جن کے موجد تھلیز ۲۶۰ ق م اور اقلیدس ۳۰۷ ق م ہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یونانی زبان میں "اقلی" کے معنی کنجی اور دس بمعنی ہندسہ ہے تو اب اقلیدس" کے معنی حساب کی کنجی ہوئے۔انہوں نے ہندسہ سے متعلق اصول مرتب کئے یہی اصول کتاب اقلیدس کے نام سے مشہور ہوئے۔مسلمانوں نے عہد منصور میں اس کا ترجمہ عربی میں کیا۔

(7) علم طب:۔

جسمانی امراض کی زد سے بچنے کا علم جس فن کے ذریعہ سے ہو اسے علم طلب کہتے ہیں۔

اس علم کی ابتداء سے متعلق دو مختلف خیال ہیں ایک فریق کا خیال ہے کہ یہ الہامی ہے اس لئے وہ اس کی ابتداء کو مختلف انبیاء کرام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔مثلاً بعض یہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ معلوم ہوا۔بعض کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو الہام کے ذریعہ سکھلایا گیا۔یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔مجوسی اپنے پیغمبر زرتشت کی طرف جب کہ ھنود اسے برہماجی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔دوسرا فریق کا کہنا ہے یہ علم جو کہ علم حکمت کی ایک شاخ ہے انسانی دماغوں کی متواتر محنتوں کا ایک بہترین نمونہ اور قوت تفکر وتحقیق کا ایک قابل قدر کارنامہ ہے۔جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں یہ واقع تحریر فرمایا ہے کہ کسی شخص نے ایک حکیم سے اپنی بیوی کے بانجھ ہونے کی شکایت کی۔حکیم صاحب نے اس عورت کی نبض دیکھی اور کہا! اب علاج کرانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔اس لئے کہ نبض سے پتہ چلتا ہے کہ تم چالیس دن کے اندر اندر مرجاؤ گی۔عورت گھبرا گئی اس کی زندگی تلخ ہوگئی۔اس نے اپنا روپیہ پیسہ سب تقسیم کر دیا۔وصیتیں لکھ دیں،کھانا پینا سب چھوڑ بیٹھی،چالیس روز گذر گئے لیکن وہ عورت نہیں مری۔اس کا شوہر حکیم کے پاس آیا اور صورت حال بیان

کی۔ حکیم نے کہا میں جانتا تھا کہ وہ مرے گی نہیں۔ اب تم اس سے صحبت کرو، بچہ پیدا ہوگا۔ اس نے حیرت سے کہا وہ کیسے؟ حکیم نے کہا میں نے دیکھا کہ وہ عورت موٹی ہے، چربی اس کے رحم کے منہ پر جم گئی تھی۔ مجھے یقین تھا کہ یہ موت کے خوف کے بغیر دبلی نہیں ہوگی اس لئے میں نے اسے خوف زدہ کر دیا تھا۔ اب وہ چربی گھل گئی ہے اور بچہ پیدا ہونے کی راہ میں جو رکاوٹ تھی وہ دور ہو گئی ہے۔ حکم حاذق یعنی سرجن علاج کے اسرار اور طریقوں سے واقف ہوتا ہے اور ناواقف اس علاج کو دشوار تصور کرتا ہے۔

(8) علم تاریخ:۔

محققین نے یہ تحریر فرماتے ہیں کہ فطرت کے واقعات نے انسان کے حالات میں تغیرات پیدا کئے ہیں اور انسان نے عالم فطرت پر جو اثر ڈالا ہے ان دونوں کے مجموعہ کی واقفیت کو تاریخ کہتے ہیں۔

تاریخ ایک بلند مرتبہ شعبۂ علم اور خوش نتائج فن ہے۔ کیوں کہ وہ ہم کو سابقہ امتوں کے اخلاقی، تمدنی حالات، انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پاکیزہ سیرتوں اور سلاطین کی حکومتوں اور ان کی سیاستوں سے روشناس کراتا ہے۔ تاکہ جو شخص دینی و دنیوی معاملات میں ان میں سے کسی کی پیروی کرنا چاہئے تو اس کا دامن فائدہ سے خالی نہ رہے۔

اسی نیلگوں آسمان اور ہرے بھرے باغات جو زمین پر نظر آتے ہیں، لیل ونہار کی گردش حرارت و برودت اور قوت کشش وقوت دافع قدرتی قوانین اپنا اپنا کام انجام دیتے ہیں اور ان میں کس قدر قوت پوشید ہیں مثلاً سورج کی شعاعوں میں گرمی ہوتی ہے اس کی گرمی سے ہماری زندگی کے مختلف شعبوں کو راحت ملتی ہے، فصلوں کی تیاری میں مدد ملتی ہے زمین کی رات و دن کی گردش میں شعاعیں دن کے آنے کا اعلان کرتی ہے اور فضاء میں حرارت پیدا ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک آدم زاد یہ نہیں سوچتا کہ قدرت کے جن قانون کا وہ پتہ لگانے جارہا ہے اس کا دنیا کی بھلائی میں کس طرح استعمال ہوگا وہ تو صرف قدرت کے قوانین کی کھوج اور ان کیلئے اصول تیار کرنے میں ہمیشہ منہمک رہتا ہے۔ اسی قدرتی قوانین کی تلاش و جستجو کو عصر حاضرہ میں سائنس اور ان کے متلاشوں کو سائنس داں کہے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے سورہ نحل کی آیت نمبر ۱۱ و ۱۲ میں "یتفکرون" اور "یعقلون" سے تعبیر کیا ہے۔ بنجامن فرینکلن نے پتہ لگایا کہ جب دو بادل آپس میں ٹکراتے ہیں تو بجلی پیدا ہوتی ہے چنانچہ اسی تجربہ کے بعد بے انتہا بجلی

پیدا کی گئی۔ پانی کے تیز بہاؤ، کوئلے اور تیل سے بجلی تیار کری گئی۔ اسی طرح سائنس کے ذریعہ قدرتی قوانین کو سمجھ کر جو اصول بنائے گئے ان کی بنیاد پر سائنس سے ٹیکنالوجی کی اختراع ہوئی۔ ایک زمانہ تھا جب سائنس سے ٹیکنالوجی کا وجود ہوتا تھا مگر آج کے دور میں ٹیکنالوجی کے استعمال سے سائنس کی ترقی ہورہی ہے چونکہ ٹیکنالوجی وہ آلات بہم پہنچارہی ہے جن سے سائنسی تحقیقات میں بہت زیادہ مدد مل رہی ہے۔ مثلاً: روبوٹ ہی کو لے لیجئے کہ اس کی شروعات خودکار ہتھیاروں سے ہوئی جن کو امریکن فوج کیلئے تیار کیا گیا لیکن اس کے بعد ٹیکنالوجی کا استعمال خودکار آٹومیٹک کھلونوں میں مختلف طریقوں سے ہونے لگا ہتھیاروں پر مہنگی تحقیق کے نتیجے میں عوام کیلئے مختلف چیزیں بنائی جاتی ہیں تاکہ صارفین سے قیمت وصول کی جائے۔ اب امریکن اور دیگر یوروپین فوجوں میں روبوٹ ٹیکنالوجی سے لیس ہتھیاروں سے ہوائی جہاز بنائے جارہے ہیں جو بغیر کسی فوجی اور ہواباز "پائلیٹ" کے جنگ کے میدان پر حملہ کرسکتے ہیں۔ اس کی بین ثبوت معرکۂ افغانستان میں امریکہ کا Drone بغیر پائلیٹ کے لڑاکو جہاز ہے۔ جو نشانہ پر حملہ کرکے واپس آگیا تھا۔ اسی طرح جاپان ایک ترقی یافتہ ملک ہے جہاں تقریباً ہر شعبہ میں اس ٹیکنالوجی کا استعمال ہورہا ہے۔ اور اس کیلئے مارکیٹ کی بھی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ ٹیکنالوجی کی ایک قابل فخر اختراع APPLE SATELITE مواصلاتی سیارے ہیں مقصد اس کا یہ ہے کہ ملک یا بیرون ملک کے مختلف مقامات میں انجینئرنگ کے طلباء اور دیگر پیشہ ور گروپ کے سٹیلائٹ کے ذریعہ Electronics اور ترسیل کی اعلیٰ سطح کا علم دیا جاسکے اور دیہی علاقوں کے عوام تک تعلیم، صحت، خاندانی منصوبہ بندی اور زراعت کے میدان میں ہونے والی ترقی کے پیغام کو پھیلا کر اسے کارآمد بنایا جاسکے۔ ویڈیو ٹیلی کانفرنسنگ .....Electronic Rende کا سلسلہ عام ہو چلا ہے ٹی وی (TV) خاص کر دوردرشن کے مختلف کیندر آپس میں روزمرہ اشتراک اور رابطہ برقرار رکھنے کے لئے ٹیلی کانفرنسنگ Mode استعمال کرتے ہیں جس سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ امریکہ میں بعض ریسرچ سائنس دانوں نے ٹیلی کانفرنسنگ کا ایک نہایت پراثر کمپیوٹر پروگرام بنایا ہے اس پروگرام میں ملک Multi Paint Conferencing ہوئی اس طرح چار مختلف سمتوں کے دور دراز شہروں میں چار ایگزیکٹیو ایک میز پر بیٹھے گفتگو کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اہم کاغذات کا تبادلہ کرتے ہیں۔ یہ ورچول (Virtual) میٹنگ دراصل انٹرنیٹ کیلئے اس طرح کی ورچول سچویشن کا ذکر آرتھر کلارک نے بھی کیا جب اس نے ٹیلی ریزارنس کی بات

تھی۔آرتھر کلارک برٹس سائنٹسٹ خلائی تحقیق پر جس مہتم بالشان کام ہے اس نے کہا Life in space is not pienic اس نے مواصلاتی سیارے کے ذریعہ ترسیل کے جدید نظام پلان پیش کیا تھا۔ویڈیو ٹیلی کانفرنسنگ موجودہ زمانہ کی جدید ترین تکنک ہے آج بڑی بڑی کمپنیوں کے اعلیٰ افسران اپنے آفس میں بیٹھے ہزاروں میل دور متعلقہ آفس کے عہدے داروں سے روبرو بات کر سکتے ہیں۔آج آپ اپنے Laptop کے چند بٹنوں کو دبا کر کسی بھی مطلوبہ شخص کی تصویر کو Nision میں لاکر اس سے براہ راست بات کر سکتے ہیں اور شخص مذکور بھی اس طرح اپنے مانیٹر پر آپ کو دیکھ کر اور سن کر باتیں کر سکتا ہے۔آج کے دن ویڈیو کانفرنسنگ سسٹم مختلف سطحوں کی سہولتوں اور بہترین ٹیکنیکل کوالٹی کے ساتھ تیار ہو گیا ہے۔جہاں اس سسٹم کی بنیادی سطح کا تعلق ہے اس پر ڈسکلاپ کانفرنسنگ سسٹم دستیاب ہے اس طریق کار میں ملتی مگر یا کمپیوٹرس مقامی نیٹ ورک LAN یا Local are network یا زیادہ وسیع نیٹ ورک Wide area network میں حصہ لینے والا ہر فرد دوسرے سرے سے کانفرنس میں شرکت کرنے والے دوسرے شخص کو کانفرنس کے دوران اپنے کمپیوٹر اسکرین پر باقعدہ Windows پر ایک وقت میں دیکھ سکتا ہے۔اس کانفرنس میں ان آلات کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً ڈیسک ٹاپ یا لیپ ٹاپ کمپیوٹر معیاری آلات کے ساتھ Webcam جو کمپیوٹر مانیٹر کے فریم سے جوڑ دیا جاتا ہے اسپیکر سسٹم اور مائیکرفون جو کمپیوٹر سے ملحق ہوتے ہیں۔کمپیوٹر سے الحاق مثلاً Web,Lan وغیرہ کانفرنسنگ کے دوران ایک دوسرے کو ایک ساتھ دکھائے جانے۔دوسرا مواد اور ضروری معلومات تصاویر نقشہ جات اور ویڈیو Chips کا بھی تبادلہ کیا جا سکتا ہے۔

کمپیوٹر کیا ہے؟ جو پوری دنیا میں تہلکہ مچا رکھا ہے۔آیئے! ذرا اس مثال پر غور کریں۔ موٹر گاڑی ایک پیچیدہ مشین ہے اگر ہم چلائیں تو ہو چلتی ہے لیکن اس کے اندر خود سے فیصلہ لینے کی صلاحیت نہیں ہوتی ہے۔نہ وہ خود بخود چل سکتی ہے اور نہ ہی کسی حادثے سے بچنے کیلئے خود بخود رک سکتی ہے۔لیکن ایک کیلکولیٹر کو لئے لیجئے آخری آپ کسی کیلکولیٹر میں چار بٹن دباتے ہیں پہلے 3 پھر + پھر 5 اور اس کے =(3+5) تو وہ فوراً اسکرین پر 8 کا ہندسہ ظاہر کرادیتا ہے۔ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے اندر جو ننھا سا چیپ chip لگا ہوا ہے اس میں یہ پروگرامنگ پہلے سے بھری ہوئی ہے کہ کتنے میں کتنا جوڑنے سے یا کتنے میں کتنا گھٹانے سے ضرب یا تقسیم کرنے پر جواب کتنا آنا چاہئے۔آپ جیسے ہی بٹنوں کو دبا کر سوال بھرتے یا فیڈ (Feed) کرتے ہیں وہ فوراً حساب کر کے جواب کو

اسکرین پر ظاہر کر دیتا ہے۔ اس مثال میں دیکھا کہ موٹر گاڑی میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت بالکل نہیں ہے جب کہ ننھے سے کیلکولیٹر میں سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت موجود ہے اور یہ اس لئے ہے کہ کیلکولیٹر کے دماغ یعنی اس میں لگے چپ Chip کے اندر بہت سارے احکامات، ہدایات اور منطقی دلائل پہلے سے بھر دئے گئے ہیں جن کی روشنی میں کیلکولیٹر ہر سوال کا جواب سوچ سمجھ کر دیتا ہے انہی احکامات ہدایات اور منطقی دلائل کو سافٹ ویئر (Softwere) کہا جاتا ہے جس کے بغیر کیلکولیٹر بے جان اور کوئی سوال کا جواب دینے پر قاصر رہتا ہے۔ کمپیوٹر کی بھی یہ حالت ہوتی ہے کمپیوٹر کا ہارڈ ویئر یعنی ماؤس، کی بورڈ مانیٹر وغیرہ خود سے کچھ نہیں کر سکتے اصل چیز کمپیوٹر کے ہارڈ سک میں محفوظ ہے وہ احکامات، ہدایات اور منطقی دلائل ہیں جن کی وجہ سے کمپیوٹر میں سوچنے سمجھنے اور فیصلہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور وہ سارے محیر العقول کارنامے انجام دیتا ہے۔

بازخواں! کہ اس جدید ٹیکنک کے مضمرات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ سارے ہی سسٹم بے حد خرچیلے ہیں مگر عصری تقاضوں کے تناظر میں اس صورت حال میں جب کہ اس ویڈیو کانفرنسنگ میں شرکت کرنے والے گویا آمنے سامنے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں ان آلات کی سمعی وبصری کوالٹی زیادہ بہتر ثابت ہوتی ہے اور قدرت کے ظہور کرامات سے ہم آہنگ ہونے کا تاثر دیتی ہے اور آیت "وعلّم آدم الاسماء کلّھا" کا مصداق۔

آیئے! ذرا ہم قارئین کے ذہن کو سائنسی دریافت اور تحقیقات قرآن کریم کے آئینے میں اس طرح مبذول کراسکتے ہیں کہ سن ۱۹۴۰ء میں حیدرآباد کے ایک بزرگ عالم علامہ رشید ترابی مرحوم نے قرآن مجید کی آیات کریمہ کے تجزیے سے یہ بات ثابت کیا تھا کہ بہت سی بعد کی سائنسی دریافت کلام پاک میں موجود ہیں مثلاً آدم علیہ السلام کی تخلیق کا تذکرہ کلام مجید کی سورۂ آل عمران میں ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے کے سلسلے میں کہا گیا ہے کہ "ان مثل عیسیٰ عنداللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون" یعنی اللہ تعالیٰ کی جناب میں عیسیٰ علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے کی مثال آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ہے جس کو اس نے مٹی سے بنایا اور حکم دیا کہ ہو جا اور وہ ہو گیا۔

اس آیت کریمہ میں انسان کے مٹی سے بنائے جانے کا بلیغ تذکرہ بہت سے بعد کی میڈیکل تحقیقات کا نچوڑ ہے۔

Physics کے دائرہ میں کلام پاک سورۂ یونس رکوع ۳ میں "انما مثل الحیواۃ الدنیا کماء انزلناہ من السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس و الانعام ۔ حتیٰ اذااخذت الارض زخرفھا وزینت وظنّ اھلھا انّھم قادرون علیھا اتھا امرنا لیلاً اونھاراً فجعلناھا حصیداً کان لم تغربالامس کذلک نفصّل الأیات لقوم یتفکرون" یعنی دنیاوی زندگی کی مثال یہ ہے کہ ہم نے آسمان سے پانی برسایا جس سے زمین کی پیداوار خوب گھنی نکل آئی جس کو انسان اور چوپائے کھاتے ہیں۔ جب زمین اپنی پوری زینت اور سرسبزی حاصل کرلی اور ملک نے یہ خیال کیا کہ اب تو اس پیداوار پر قابض ہیں تو یکا یک ہمارے حکم سے ایک حادثہ رات دن میں آپڑا اور ہم نے اس کو ایسا صاف کردیا جیسا کل کچھ نہ تھا اسی طرف ہم اپنی آیات کو صاف صاف بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کیلئے جو غور وفکر تلاش وجستجو کیا کرتے ہیں۔

یا سورہ رعد کا دوسرا رکوع جس میں Astrol Electronic کی تفصیل اسطرح ہے "ھو الذی یریکم البرق خوفا وطمعا وینشی السحاب الثقال" یعنی وہ ایسا ہے کہ تم کو بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور بادلوں کو پیدا کرتا ہے جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں۔ یا Botany کی کرشمہ کاریوں کا ذکر قرآن پاک میں سورہ ابراہیم کے رکوع نمبر ۴ "**الم تر کیف ضرب اللہ مثلا کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ اصلھا ثابت وفرعھا فی السماء ۔ توتی اکلھا کل حین باذن ربھا ویضرب اللہ الامثال للناس لعلھم یتذکرون۔ ومثل کلمۃ خبیثۃ کشجرۃ خبیثۃ نٕاجتثت من فوق الارض مالھا من قرار**" اور صحراء یعنی ریگستانوں میں سراب کا ذکر سورۃ نور کے رکوع ۵ میں "والذین کفرااعمالھم کسراب م بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتیٰ اذاجاءہ لم یجدہ شیئا" یعنی جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا آدمی اس کو دور سے پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اس کو "جو سمجھ رکھا تھا" کچھ بھی نہ پایا۔

اسی طرح خلائی سفر کا تذکرہ سورہ حجر میں رکوع ۱ میں "ولوفتحنا علیھم بابامن السماء فظلوفیہ یعرجون۔ لقالوا انما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون" یعنی آخر ہم ان کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھول دیں پھر یہ دن کے وقت اس میں چڑھ جائیں تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری نظر بندی کرادی گئی تھی بلکہ ہم

لوگوں پر تو بالکل جادو کر رکھا ہے۔

اور چانداور مریخ کی طرف سفر اور آلات کا تذکرہ سورہ رحمن کے رکوع ۲ میں "یامعشر الجن و الانس ان استطعتم ان تنفذو من اقطار السمٰوٰت و الارض فانفذوا ، لاتنفذون الا بسلطٰن" یعنی اے جن وانسان کے گروہ اگر تم کو یہ قدرت ہے کہ آسمان اور زمین کی حدود سے کہیں باہر نکل جاؤں تو نکل جاؤ مگر بدون طاقت" سلطان کے نہیں نکل سکتے۔

چنانچہ مسلمان آیات بینات کی تفسیر کو اپنے لئے چراگ راہ بنا کر آگے بڑھے اور اسلام کو وسعت عطاء ہوئی کہ بقول ڈاکٹر محمد حمیداللہ غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مقدس خلفائے راشدین ،خلفائے اموی و نیز عباسی دور تک اسلام بحساب چھ سو مربع میل یومیہ پھیل تا رہا تھا۔ شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبالؔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں نوحہ خواں ہیں۔

تو کبھی اس قوم کا گہوارہ تھا
حسن عالم سوز جس کا آتش نظارہ تھا

اور سرخواجہ الطاف حسین حالیؔ اس طرح

وہ سنجار اور کوفہ کا میدان
فراہم ہوئے جس میں مسام دوراں
کرنے کی مسافت کا پھیلائے سامان
ہوئی جن سے قدر کل کی نمایاں
زمانہ وہاں آج تک نوحہ گر ہے
کہ عباسیوں کی سبھا وہ کدھر ہے

اپریل ۱۹۰۰ء میں جناب نظام الدین حسینی نے اپنے ایک تخلیقی مضمون بعنوان (Kaba a mosque at the Glase of the earth) کہ کعبۃ اللہ کے محل وقوع پر تفصیلی جائزہ اس طرح پیش کیا تھا۔ اور علم

حساب اور ارضی وسماوی علوم کے ذریعہ کعبۃ اللہ کے مرکزی مقام پر موجود ہونا قرار دیا گیا ہے۔ طرفہ یہ کہ سال میں دو دفعہ اس کا سایہ بھی غائب رہتا ہے۔ اسلام کے اس مقدس گھر کی بنا حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام نے رکھی تھی ''واذیرفع ابراھیم القواعد من البیت واسمعیل'' اور پھر اسی مرکز اسلام سے علم وعرفاں کی جو ضیاء باری بعثت نبوی کے بعد سے شروع ہوئی اس نے عظیم سلطنت قیصر وکسریٰ کی ترقیات کو ماند کر دیا وہ کیوں نہیں Botany کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے اسی کی روشنی میں اندلس موجودہ اسپین کے ضیاء الدین ابن بطار متوفی ۶۰۶ھ نے ریسرچ کیا تھا اور مرید ہ اندلس ہی کا ایک صوبہ دار عبدالجبار نے حسابہ کا ایک شعبۂ کار آمد فن الجبراء اور اسی سرزمین میں زریاب نے فن موسیقی میں سارنگی کے تاروں کو نومولود بچوں کے تار سے ایجاد کیا تھا بعد کی تحقیقات وایجادات انہیں کی مرہون منت ہیں۔ البیروتی متوفی ۴۴۰ھ اپنے عہد کا ہی نہیں بلکہ آنے والے دور کا ایک عظیم انسان گذرا ہے اس کی ذہنی سوجھ بوجھ حقیقت نواز اور دیانت داری علمی گہرائی اور معاملہ فہمی عہد وسطیٰ کے دنیائے اسلام میں اسے ایک ممتاز مقام پر پہنچا دیتی ہے۔ وہ اپنے ہم عصروں کے جھرمٹ میں ایک درخشندہ ستارہ کی طرح چمکتا دمکتا دکھائی دیتا ہے۔ حقیقتاً اس کی ذہانت زمان ومکان کی قیود سے آزاد تھی۔ البیروتی نے اپنے فن اور عمل سے نئی شاہراہیں کھولی ہیں اور ایک انوکھا اور دلچسپ سائنسی تجسس پیدا کیا ہے جس کیلئے سائنسی برادری ہمیشہ ہمیشہ اس کی ممنون رہے نگے۔ دراصل اس کا ذہن کشادہ اور طرح طرح کے تعصب سے پاک تھا۔ وہ اگرچہ سچا مسلمان تھا مگر اس نے تا زندگی حصول علم میں کسی تنگ نظری کو پسند نہیں کیا۔ اس کا سر بادشاہوں کے دربار میں خم نہ ہوا مگر ارباب علم کی صحبت میں وہ ہمیشہ دوزانو رہا۔ مختصر یہ کہ اس کی دنیا دنیائے انسانیت اور اس کا مذہب حقیقت پسندی تھا۔

البیروتی کی ذہانت اور اس کا فن سائنس کے کسی ایک شعبہ تک ہی محدود نہ تھا بلکہ اس نے مختلف النوع موضوع پر عالمانہ کام کیا ہے۔ دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں شاعر بھی تھا اور جراح بھی، ریاضی داں بھی تھا اور عالم لسانیات بھی، مفکر بھی تھا اور عالم طبعیات بھی، عالم کیمیا بھی تھا تو جغرافیہ داں بھی غرضیکہ وہ کیا تھا اور کیا نہیں تھا کہنا مشکل ہے۔ ایمانداری، محبت وپیار بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت کرنا روحانیت کو اپنے اندر قائم رکھنا بھائی چارہ اور اچھی تنہائی اور اجتماعی زندگی گذارنا خود کو اور بچوں کو آراستہ کرنا عوامی رشتوں کو خوشگوار رکھنا ملکی ترقی کو فروغ دینا، مذہب اور قومیت کی پاسداری کرنا وغیرہ کا مدار بس تعلیم وتعلم ہی میں ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ جب علم کی

روشنی ہر طرف پھیل جاتی ہے تو معاشرہ اور سماج خوشگوار صاف ستھرا نظر آتا ہے۔ معاشرہ اور سماج کی بہتری اولاً بچوں کی نشوونما کی ابتدائی تعلیم وتربیت ہی پر منحصر ہے۔ اور دانشمندوں نے فرمایا ہے کہ بچوں کی ابتدائی تعلیم وتربیت کا سب سے پہلا مکتب ماں کی گود ہے۔ یہی وجہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "**طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم و مسلمة**" معلوم ہوا کہ جہاں علم کا سیکھنا مردوں کے لئے ضروری ہے وہیں اس کی اشد ضرورت عورتوں کیلئے بھی ہے۔ اور اس سلسلے میں ملت کی کوتاہی کا ایک المناک باب یہ ہے کہ اس نے اپنی لڑکیوں کی تعلیم اسلئے بھی زیادہ اہمیت رکھتی ہے کہ انہیں کی آغوش میں ہماری نئی نسل پروان چڑھتی ہے۔ چونکہ جب مائیں خود ہی تعلیم وتربیت سے محروم رہیں گی تو وہ اپنے بچوں کی نشوونما اور پرورش صحیح خطوط پر کیسے کر سکیں گی؟ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ ملت کا تعلیمی، اخلاقی اور تربیتی معیار گرتا چلا جائے گا۔ چنانچہ مثل مشہور ہے کہ اگر ایک مرد نے تعلیم حاصل کی تو گویا ایک فرد نے تعلیم حاصل کی لیکن اگر آپ نے کسی عورت کو زیر تعلیم سے آراستہ کیا تو گویا کہ پورے ایک خاندان کو تعلیم کی دولت سے ہمکنار کر دیا۔ اسی خاکدان گیتی میں ہر چیز کا بدل ممکن ہے۔ لیکن علم کا بدل ناممکن بلکہ ممتنع ہے۔ چاول گیہوں انسان کی عام غذا ہے اس کی جگہ جو، چنا اور مکئی سے کام چلایا جا سکتا ہے۔ پانی نہ ہو تو رس دار پھلوں کے رس سے بھی کچھ دنوں تک سفینۂ حیات کو جاری رکھا جا سکتا ہے۔ کپڑے میسر نہ ہو تو درخت کے پتوں سے ستر پوشی کی جا سکتی ہے۔ بجلی کی روشنی نہ ہو تو چراغ اور لالٹین سے کام نکال ہی لیتے ہیں مگر موٹر، بس اور ہوائی جہاز وغیرہ چلانا جو نہ جانتا ہو وہ ہرگز چلا نہیں پائیں گے اور جن کو ریڈیو، ٹیلی ویژن اور کمپیوٹر کی صنعت کی جانکاری نہیں ہے وہ اسے قطعی طور پر نہیں بنا سکتے اور جسے لکھنا پڑھنا نہ آتا ہو وہ ہرگز لکھ پڑھ نہیں سکتا۔ الغرض علم کے بغیر خدائے تعالیٰ کی مغفرت سے لے کر دنیاوی کاروبار تک کا کوئی بھی کام نہیں ہو سکتا۔

پگھلنا علم کی خاطر مثال شمع زیبا ہے
بغیر اس کے نہیں پہچان سکتے ہم خدا کیا ہے

علم ایک بیش بہا دولت ہے جس کے سامنے دنیا کی ساری دولت ہیچ ہے۔ علم ایک ایسا منصب عظیم ہے جس کے مقابلے میں اسی گیتی کے سارے مناصب بے وقعت اور معمولی ہیں۔ علم جہاں بھی رہے گا اپنی حکومت منوا کر رکھنے کا اس کے سامنے کسی کا حکم نہیں چل سکتا دیکھئے ایک معمولی نائی "حجام" جو بال کاٹنے اور خط بنانے کا ہنر رکھتا ہے۔ اس

کے سامنے بڑے بڑے بادشاہوں، نوابوں، افسروں حاکموں اور فضلاء روزگار کو بھی اس کے اشارۂ ابرو پر اپنا سر دائیں بائیں آگے اور پیچھے جھکانا پڑتا ہے یہ علم کی حکمرانی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے حیادار شریف النفس اور صاحب عفت مرد و عورت ڈاکٹروں، سرجنوں، حکیموں اور ویدوں کے سامنے اپنے پوشیدہ مقامات تک کھول دیتے ہیں یہ علم کی کارسازی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ گویا اس جہان آب و گل کے جس شعبہ پر بھی نظر ڈالئے ہر جگہ اسی علم اور اہل علم کا ستارہ چمکتا دمکتا نظر آرہا ہے۔

سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف نے کمیل رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا اے کمیل رضی اللہ عنہ! علم مال سے بہتر ہے۔ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی، علم حاکم ہے اور مال محکوم ہے مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کون لوگ صحیح معنوں میں انسان ہیں؟ انہوں نے جواب دیا "علماء" اس نے پھر پوچھا بادشاہ کون ہے؟ فرمایا "زاھد" سائل نے پھر دریافت کیا کمینے کون لوگ ہیں؟ انہوں نے فرمایا وہ لوگ جو اپنا دین بیچ کر کھاتے ہیں۔ اس گفتگو میں قابل غور بات یہ ہے کہ عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے صرف علماء کو انسان قرار دیا کیوں کہ جو چیز انسان کو جانور سے ممتاز کرتی ہے وہ علم ہے۔ انسان اسی وقت تک انسان کہلانے کا مستحق ہے جب وہ چیز اس میں موجود ہو جس سے اس کا امتیاز قائم ہے۔ انسان کا امتیاز نہ تو جسمانی طاقت کی وجہ سے ہے اس لئے کہ اونٹ اس سے زیادہ طاقتور ہے۔ نہ یہ امتیاز جسامت کے لحاظ سے ہے اس لئے "ہاتھی" انسان کے مقابلہ میں زیادہ جسیم ہے شجاعت اور بہادری بھی وجۂ امتیاز نہیں بن سکتی اسی لئے کہ درندے اس سے کہیں زیادہ بہادر اور شجاع ہوتے ہیں خوش خوراکی بھی انسان کیلئے شرف کی علامت نہیں اس لئے کہ بیل اس سے زیادہ کھاتا ہے۔ قوت جماع بھی وجۂ شرف نہیں اس لئے کہ ننھی منی چڑیا انسان سے زیادہ جماع کر لیتی ہے۔ اس کا شرف صرف علم ہے اور اسی علم کیلئے وہ پیدا ہوا ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ۔ اے پروردگار! ہم کو دنیا میں بھی بہتری عنایت کیجئے اور آخرت میں بھی بہتری دیجئے۔

اسی آیت کے متعلق حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کے "حسنہ" سے مراد علم اور عبادت ہے اور

آخرت کے "حسنہ" سے مراد جنت ہے جو لوگ علم کو اپنی لگام بناتا ہے لوگ اسے اپنا امام بنالیتے ہیں۔ جو شخص علم وحکمت میں مصروف ہوتا ہے لوگ اسے عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو علماء کی ہم نشینی اور قربت کی نصیحت اس لئے کی تھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نورحکمت سے دلوں کو اس طرح زندہ کرتا ہے جس طرح زمین کو بارش سے سرسبز وشاداب بنادیتا ہے۔ انسان کے وہ اعمال یا پیسے جن کا تعلق دنیاوی زندگی سے ہے تین قسموں پر منحصر ہیں۔ پہلی قسم کا تعلق بنیادی پیشوں سے ہے۔ پیشے کل چار ہیں جو بنیادحیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے بغیر دنیاوی انتظام ممکن ہی نہیں ہے۔

(۱) زراعت:۔جس پر کھانا موقوف ہے۔

(۲) پارچہ بانی:۔یعنی ستر پوشی کیلئے۔

(۳) تعمیر:۔رہائش کیلئے۔

(۴) سیاست:۔یعنی آپس میں مل جل کر رہنے کے لئے اور اجتماعی امور میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کیلئے پیشے ہیں۔

ان پیشوں میں سے سیاست سب سے افضل ہیں کیوں کہ انسانوں کے باہمی تعلق اور اجتماعی زندگی کا دارومدار سیاست پر ہے اسی لئے یہ ضروری ہے کہ جو لوگ اس خدمت سے وابستہ ہوں ان میں دوسری خدمات سے وابستہ لوگوں کی بہ نسبت زیادہ کمال ہونا چاہئے یہی وجہ ہے کہ سیاست کار دوسرے پیشہ وروں سے خدمت لیتے ہیں اور انہیں اپنا تابع سمجھتے ہیں۔

بندگان خدا کی اصلاح اور دنیاوآخرت میں ان کی صحیح رہنمائی کیلئے سیاست کے چار مراتب ہیں۔

پہلی سیاست جو سب سے اعلیٰ وافضل ہے انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی سیاست ہے۔ ان کا حکم خاص وعام پر ظاہر وباطن ہر طرح نافذ العمل ہوتا ہے۔ دوسری سیاست خلفاء، حکام اور بادشاہوں کی ہے جن کا حکم خاص اور عام سب پر ہے مگر صرف ظاہر باطن پر نہیں۔ تیسری سیاست ان علماء کی ہے جو اللہ اور اس کے دین کا علم رکھتے ہیں ان کا حکم صرف خاص لوگوں کے باطن پر ہے عام لوگوں کا فہم اس درجہ کا نہیں ہوتا کہ وہ ان سے استفادہ کرسکیں اور نہ علماء

کوعوام کے ظاہر پر تصرف کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ چوتھی سیاست واعظوں کی ہے کہ ان کا حکم صرف عوام کے باطن پر ہوتا ہے۔ ان چاروں سیاستوں میں نبوت کے بعد اشرف واعلیٰ علم کی تعلیم لوگوں کو مہلک عادتوں اور بری خصلتوں سے بچانا۔ انہیں اچھے اخلاق اور اخروی سعادت کی راہ دکھانا اور تعلیم کی غرض وغایت بھی یہی ہے۔ کسی پیشے کا علم تین چیزوں سے جانا جاتا ہے تو اس قوت سے جس سے اس کی معرفت حاصل ہوتی ہے مثلاً عقلی علوم لغوی علم سے افضل ہیں اس لئے کہ حکمت عقل سے معلوم ہوتی ہے اور نعمت کان کے ذریعے سننے سے۔ یہ ظاہر ہے کہ قوت عاقلہ قوت سامعہ سے افضل ہے اس لئے وہ چیز بھی افضل ہوگی جو عقل سے معلوم ہو۔ دوسری وہ چیز جس سے کسی صیفت یا پیشے کی افضلیت سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا فائدہ عام ہو مثلاً کھیتی کی افادیت زرگری کے مقابلہ میں۔ کھیتی سے نہ صرف انسان بلکہ جانور بھی فائدہ اٹھاتے ہیں زرگری کے برخلاف کہ اس کے فوائد حیوانوں کو تو کیا تمام انسانوں کو بھی حاصل نہیں ہے۔ تیسری چیز جس سے کسی پیشے کے شرف کا پتہ چلتا ہے وہ محل ہے یعنی وہ چیز جس میں اس پیشہ ور کا عمل ہو مثلاً زرگری دباغت کے پیشے سے افضل ہے کیوں کہ سنار تو سونے پر عمل کرتا ہے اور چمڑا پکانے والا چمڑے پر عمل کرتا ہے۔ ان تینوں اصولوں اور معلومات کے اعتبار سے علم کے مراتب اور فوائد کے لحاظ سے اس کے درجات متعین کئے جا سکتے ہیں۔ یعنی جس علم کا فائدہ جتنا وسیع ہوگا اس کے جاننے والوں کی قدر ومنزلت بھی اتنی ہی زیادہ ہوگی مثلاً جوتا ٹانکنے کا علم پھٹے پرانے جوتے تک ہی محدود ہے اور بال کاٹنے کا علم غیر ضروری بالوں کے دور کرنے ہی تک محدود ہے۔ اس لئے اس کے جاننے والو ں کی عزت ووقعت بھی ویسی ہی ہے۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن، ٹیلی کانفرنسنگ، کمپیوٹر، ہوائی جہاز ٹرین اور بسوں کی ایجاد واختراع سے بہت سے اہم امور انجام پذیر ہوتے ہیں اور بے شمار فائدے ملتے ہیں اس لئے اس کے جاننے والوں کی قدر وقیمت اور عزت وآبرو اتنی ہی زیادہ ہیں۔ مگر یہ قدر وقیمت عزت وآبرو اسی دار فانی تک محدود ہے۔ البتہ تعلیم وتعلم کا بڑا فائدہ آخرت کی سعادت ہے۔ کیوں کہ علم انسان کے دل پر تصرف کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ زمین پر موجود تمام مخلوق میں سب سے افضل انسان ہے اور انسان کے اعضاء میں سب سے اعلیٰ عضو اس کا دل ہے۔ معلم یعنی ارباب علم دل کی تطہیر واصلاح نفس میں مشغول رہتا ہے اور اس کی خالق کائنات تک رہنمائی کرتا ہے۔ چنانچہ ہر زاویئے اور حقائق سے یہ ثابت ہوا کہ علم سکھلانا اللہ کی عبادت ہے اور اس کی خلافت بھی اور یہ خلافت زیادہ ارفع واعلیٰ ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے عالم کے دل کو اپنی خاص

صفت علم سے نوازا ہے گویا عالم کا دل اللہ تعالیٰ کے بہترین خزانوں کا محافظ ہے نہ صرف یہ بلکہ اسے ان خزانوں میں سے ان لوگوں پر خرچ کرنے کی اجازت بھی ہے جو ضرورت مند ہیں۔

وقال ابوالقاسم احمدبن عمربن عبداللّٰہ بن عصفور۔

معلم العلم فائسلک حیثما سلک العلم

وعنه کاشف کل من عنده فهم

ففیه جلاء للقلوب من العمر

وعون علی الدین الذی امره حتم

یعد کبیرالقوم وهو صغیر هم

وینفذ منه فیهم القول والحکم

وآخر دعوانا عن الحمدلله رب العالمین۔

حوالہ جات!۔

(۱) تفسیر کنزالایمان

(۲) احیاء العلوم

(۳) ظفرالمحصلین

(۴) ازھارالعرب

(۵) ''اردو دنیا دہلی'' قومی اردو کونسل کا ماہانہ رسالہ

(۶) کٹیہار بولیٹین

(۷) روزنامہ قومی تنظیم پٹنہ

(۸) کلیات اقبال

(۹) مسدس حالی

-: ترانہ ہند :-

مثل جنت خوبصورت روح افزا ہے چمن　　شان شوکت شانتی کا شب چراغاں ہے وطن
یوں تو گلشن ہیں جہاں میں پر نہیں تجھ سا کوئی　　گل فشانی گود تیری بلبلوں کا ہو عدن !!
تیرے سینوں میں جو بہتی ہر طرح کی آب جو　　جنکی سیرابی سے ملتی فیض ہر سو ذوالمنن
باشئی ہندوستان ہو نفرتوں کو چھوڑ دو　　شانتی سیناپتی ہو تم سے کہتا ہے گگن!!
حریت کی شان رکھنا دوستو! ہر گام پر　　درس پر چم پاس رکھنا دور ہو نگے ہر فتن
ماں کی شفقت دیکھ مور کھ بیر فطرت ہے کہاں　　کوکھ میں پالی تجھے پھر کوکھ ہی میں دی سرن
بھارتی ہوں سنتری ہوں وطنیت کی آبرو　　پاس میرے ہیں ترنگا سر کر ونگا ہر زمن
ہندو مسلم سکھ عسائی کلچروں میں ڈوب کر　　پاسبانی کر رہے ہیں ہاتھ میں لیکر مجن

آفتابی تیرتھوں سے ہیں مزین ساتھیو!
جگمگاہٹ دیکھ کامل ہیں عقیدت کی کرن

کامل کٹیہاری